روشن خیالی

میں حیران رہ گیا جب میں نے حروف و الفاظ کے ناطوں اور خیال و فکر کے زاویوں کو زمانے کی گردشوں کے علی الرغم باہم ملتے، ہم آغوش ہوتے اور نوکِ زبان پر مچلتے دیکھا۔ یکسانیت، یگانگت اور ادائیگی میں انہیں باہم متصل پایا۔ دیکھنے سننے میں بھی فرق تک نہ رہا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے دو جسم مختلف زبانوں میں ایک ہی جیسے رنگ و بو بکھیرنے میں مصروف ہیں۔ خیال، سوچ، فکر، دھیان ہمسایوں کی طرح ایک ہی لائن میں رہتے ہیں اور مختلف سمتوں میں انکا سفر رہتا ہے۔ دماغ کی باریک شریانوں سے لیکر مغز کی حرکاتی و تکنیکی بھول بھلیوں تک کے سفر میں یہ کہیں نہیں رکتا۔ مذہبی خیالات ہوں یا مذہب بیزار سوچ، دونوں اس خوش خیالی میں مگن ہیں کہ ہم روشن خیال ہیں۔ ایک عام جیالے سے لیکر زرداری تک سب اپنے آپ کو روشن خیال، بے نظیر صاحبہ کے آفتابی خیال کی کرنیں سمجھتے ہیں اور ان کرنوں کے پھیلانے میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ غالب کا مصرع بھی ان سے پیچھے رہ گیا غالب بے چارے کو اس دور کا نقشہ نظر آتا تو وہ کہتا

بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے "غرّاتا"

مگر برا ہو اس مطالعے کا کہ یہ آدمی کو روشن طبع بنا کے پٹوانا چاہتا ہے۔ میں کل مطالعے کی چارپائی پر دراز ہوا تو میں نے محمد اسمٰعیل نظامی کی کتاب "پاکستان اور اسلامی حکومت کی تشکیل" (مطبوعہ ۱۹۴۷ء) پڑھنے کے لئے اٹھائی لیکن نظامی صاحب نے بہت مایوس کیا اور انہی نظامی صاحب پر کیا موقوف یہاں تو اکثر "نظامیوں" نے نظام کفر کی ترویج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آنے والوں کو مایوسیوں کے سوا کچھ نہ دے سکے۔ نظامی صاحب لکھتے ہیں۔

"دادا بھائی نوروجی مسٹر محمد علی جینا کی قانونی قابلیت اور انکی سیاسی فراست کا حال سن کر بہت خوش ہوئے اور محمد علی کو اپنا سیکرٹری مقرر کر لیا۔ دادا بھائی بہت بڑے مدبر اور سیاست دان تھے۔ ان کے ساتھ رہنے سے محمد علی کی سیاسی بیداری میں اور بھی اضافہ ہوا"۔ (ص ۲۱۷)

نظامی صاحب حقیقتوں کے چراغ روشن کرتے ہوئے رقم طراز ہیں.....

"۱۹۱۳ء میں مسٹر جینا انگلستان تشریف لے گئے۔ مسٹر گوکھلے آپ کے ہم سفر تھے۔ مسٹر گوکھلے جینا صاحب کی سیاسی قابلیت اور ان کے ملکی خدمت کے جذبہ کو دیکھ کر ان کے گرویدہ ہو گئے"!

نظامی صاحب تاریکیوں کی ایک دیوار گراتے ہیں اور لکھتے ہیں.....

"مسٹر جینا ۱۹۱۵ء میں کانگریس کے وفد کے ہمراہ ایک مؤقر رکن کی حیثیت سے انگلستان تشریف لے گئے اور انگلستان میں ہندوستانیوں کے آئینی نظریات کو ایسے عمدہ اسلوب اور طریق کار سے پیش کیا کہ تمام یورپ میں اب آپ کی قابلیت اور شہرت کا سکہ بیٹھ گیا۔ جب تک مسٹر گوکھلے زندہ رہے مسٹر جینا کانگریس میں شامل رہے!" (ص ۲۱۸)

یہ عبارتیں، یہ حقیقتیں اور یہ شہادتیں پڑھ کے میں تو ورطۂ حیرت میں گم ہو گیا کہ نظامی صاحب نے تو سب کچھ ہندوؤں کی گود میں ڈال دیا۔ حتیٰ کہ مسٹر محمد علی "جینا" جو بعد میں کچھ "نظامیوں" کے ہاتھوں ہی محمد علی "جناح" بنے وہ بھی دادا بھائی نوروجی اور مسٹر گوکھلے کی سیاسی اور تدبیری گود میں پرورش پاتے نظر آتے ہیں۔ یہی وہ جرم ہے جو بعض نیشنلسٹ مسلمانوں نے کیا اور ان کا جرم بے گناہی آج تک معاف نہیں ہو سکا۔ جبکہ مسٹر محمد علی جینا صاحب کے لئے یہی دور طرۂ امتیاز بنا دیا گیا۔ میں نے اس کتاب لاجواب کے جوابات کو پڑھ کر برصغیر کی تاریخ کا ایک پرچہ حل کر لیا۔ طبیعت میں "مایوسیوں" کا اندھیرا چھانے لگا تو میں نے "روشنیوں" کا دریچہ کھولنے کے لئے جامعہ ملیہ دہلی سے نکالے گئے "سپوت" رئیس احمد جعفری کی کتاب "قائد اعظم اور ان کا عہد" اٹھائی اور ورق گردانی شروع کر دی۔ جیسے زمانہ اپنے مختلف رنگوں میں مختلف کروٹیں بدلتا ہے یوں اس کتاب نے رنگ اور کروٹ بدلی..... کمال رعنائی و دانائی سے! دانائیوں کی جعفری پوٹ کے صفحہ ۴۸۸ پر پہنچا تو ایک "شمع" روشن روشن نظر آئی جسکی روشنی میں مجھے "روشن خیال" نظر آنے لگے اور ان کی روشن خیالی پر بھی تعجب کرنے کو جی چاہا مگر میں نے جی کڑا کر کے تعجب کو عجائبات تہذیب نو کا فرزند اصغر سمجھ لیا۔ رئیس جعفری گاندھی کی درگت بناتے ہوئے ایک حوالہ پنڈت جواہر لال نہرو کی تحریر کا دیتے ہیں۔ کہ پنڈت جی نے لکھا.....

"بعض اوقات میں پریشان ہو جاتا تھا کہ سیاست میں مذہب کو اتنا دخل کیوں ہے؟ مولانا، مولوی اور سوامی اپنی تقریروں میں جو کچھ کہتے ہیں اسے سن کر مجھے سخت صدمہ ہوتا تھا۔ مجھے ان کی تاریخ، عمرانیات اور اقتصادیات سب غلط معلوم ہوتی تھیں۔ ہر چیز کو مذہبی رنگ دے دینے سے روشن خیالی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔" (میری کہانی حصہ اوّل ص ۱۲۹)

میری محدود فکر کا روشن روشن دریچہ کھلتے ہی میں لامحدود وسعتوں میں کھو گیا۔ میں آدھی صدی پیچھے کی طرف لوٹ گیا اور یقین و بے یقینی کے عالم ناسوت میں تاریخی ڈبکیاں کھانے لگا۔ یا اللہ! کفار پچاس برس پہلے "روشن خیال" تھے۔ اور ہم ۱۹۹۶ء میں روشن خیال بن رہے ہیں یا ابھی تانا بانا بن رہے ہیں۔ یہ بے نظیر صاحبہ کی وزارت عظمیٰ کا کمال ہی تو ہے کہ نہرو کی تحریر کے پچاس برس بعد، پاکستان میں نہرو کی مطلوب و مقصود "روشن خیالی" کے برملا اقرار و اعتراف اور کھلم کھلا اظہار و ارتکاب کی راہیں "روشن" ہو رہی ہیں۔ ورنہ حمید نظامی، مجید نظامی کے "نوائے وقت" ملبے تلے تو اسمٰعیل نظامی کے بیان کردہ عقائد کے "اسوۂ روشن خیالی" کو کراہتے پچاس سال ہو گئے۔ اور کوئی شنوائی نہیں۔